Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
فون ۲۲۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
The Daily ALFAZL RABWAH
یوم پیر
قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے
جلد ۶۷/۳۲ | ۲۹ محرم ۱۳۹۸ھ ۹ صلح ۱۳۵۷ ہش ۹ جنوری ۱۹۷۸ء | نمبر ۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۹ صلح - حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع منظر ہے کہ :-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہتر ہے الحمد للہ

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی دے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

فوری ضرورت

فضلِ عمر ہسپتال ربوہ کے لئے ایک کوالیفائیڈ سٹاف نرس کی فوری ضرورت ہے جس کو اپریشن روم کے کام کا تجربہ بھی ہو۔ مرکز میں کام کرنے کی خواہش رکھنے والی خواتین سے درخواست ہے کہ اپنے کوائف اور درخواست جلد فضلِ عمر ہسپتال میں بھجوا دیں۔

چیف میڈیکل آفیسر
فضلِ عمر ہسپتال ربوہ

لازمی چندہ جات کی ادائیگی ماہ بماہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔
(ناظر بیت المال - آمد - ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نماز اور استغفار دل کی غفلت اور سُستی کا علاج ہیں

ذوق وشوق اور معرفت کی نعمت ہمیشہ دُکھ پانے کے بعد حاصل ہوتی ہے

"نماز اور استغفار دل کی غفلت کے عمدہ علاج ہیں۔ نماز میں دُعا کرنی چاہیئے کہ اے اللہ مجھ میں اور میرے گناہوں میں دُوری ڈال۔ صدق سے انسان دعا کرتا رہے تو یقینی بات ہے کہ کسی وقت منظور ہو جائے۔ جلدی کرنی اچھی نہیں ہوتی۔ زمیندار ایک کھیت بوتا ہے تو اسی وقت نہیں کاٹ لیتا۔ بے صبری کرنے والا بے نصیب ہوتا ہے۔ نیک انسان کی یہ علامت ہے کہ وہ بے صبری نہیں کرتا۔ بے صبری کرنے والے بڑے بڑے بے نصیب دیکھے گئے ہیں۔ اگر ایک انسان کنواں کھودے اور بیس ہاتھ کھود لے اور ایک ہاتھ رہ جائے تو اس وقت بے صبری سے چھوڑ دے تو اپنی ساری محنت کو برباد کرتا ہے اور اگر صبر سے ایک اور ہاتھ بھی کھود لے تو گوہرِ مقصود پا لے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ذوق اور شوق اور معرفت کی نعمت ہمیشہ دُکھ کے بعد دیا کرتا ہے۔ اگر ہر ایک نعمت آسانی سے مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوا کرتی سعدیؒ نے کیا عمدہ کہا ہے ؎

گر نباشد بدوست راہ بُردن
شرطِ عشق است در طلب مُردن"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۴۵)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام امراءِ جماعتہائے احمدیہ کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں جو حضور نے کچھ عرصہ قبل امراء جماعتہائے احمدیہ کو بھجوایا تھا یہ ارشاد فرمایا کہ :-

"آپ تمام مخلصینِ جماعت تک میرا پیغام پہنچا دیں کہ جس محبت، اخلاص، جوش اور ولولہ کے ساتھ آپ نے وعدے لکھوائے ہیں اسی محبت، اخلاص، جوش اور ولولہ کے ساتھ ادائیگی شروع کر دیں اور بروقت ادائیگی کرتے چلے جائیں۔ کام شروع ہو چکا ہے اور روپیہ کی ضرورت ہے۔ اپنے حلقوں کی وصولیوں کی رپورٹ مجھے براہِ راست بھجواتے رہیں تا کہ دعا ہوتی رہے۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور غلبۂ اسلام کی مہم میں ہم سب کو مل کر کام کرنے اور ساری ذمہ داریوں کو کما حقہ سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین"

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

پبلشر :- مسعود احمد ٭ پرنٹر :- سید عبد الحی ٭ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت :- دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

روزنامہ
الفضل ربوہ
۹ر صلح ۱۳۵۷ھش
۹ر جنوری ۱۹۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومنوں کو پیش آنے والا ایک شدید خطرہ

اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لاکر آسمانی ہدایت کو قبول کرنا انسان کی بہت بڑی خوش بختی و خوش نصیبی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن یہ خوش بختی و خوش نصیبی اُس وقت تک ہی قائم رہتی ہے جب تک کہ ایمان لانے والے اور آسمانی ہدایت کو قبول کرنے والے اپنے ایمان کی حفاظت کرنے اور آسمانی ہدایت پر عمل پیرا رہنے میں پوری مستعدی اور چوکسی کا ثبوت دیتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ایمان کی حفاظت اور آسمانی ہدایت پر عمل پیرا ہونے میں غفلت بسا اوقات مومنوں کو اِس خوش بختی و خوش نصیبی سے محروم کرکے رکھ دیتی ہے۔

ابتدائی زمانہ میں ایمان لانے والے تو غفلت کو قریب نہیں آنے دیتے اور پوری مستعدی اور عزم و ہمت کے ساتھ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے اور آسمانی ہدایت پر عمل پیرا رہتے ہیں لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا ہے آئندہ نسلیں رفتہ رفتہ غفلت کا شکار ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور بالآخر نوبت یہاں تک آ پہنچتی ہے کہ آسمانی ہدایت کے حامل ہونے کے باوجود آئندہ نسلوں کے لوگ اِس درجہ ہدایت سے دُور جا پڑتے ہیں کہ عند اللہ ان کا شمار کھُلے کھُلے نافرمانوں میں ہونے لگتا ہے۔

اسلام سے قبل جن قوموں کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے تھے اور انہیں آسمانی ہدایت سے نوازا تھا وہ ابتداء میں ایمان لانے اور آسمانی ہدایت پر عمل پیرا ہونے کے باوجود ایک زمانہ گزرنے کے بعد بالآخر پھر نافرمانی کی طرف لوٹ جاتی رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن جیسی کامل شریعت پر ایمان لانے والے بھی اِس خطرہ سے مبرا نہیں تھے اِس لئے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں ہی انہیں مخاطب کرکے اِس خطرہ سے آگاہ فرمایا تاکہ آئندہ زمانوں میں آنیوالی نسلیں بے خبری میں پھر نافرمانی اور عصیان کی طرف نہ لوٹنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ۝

(الحدید آیت ۱۷)

ترجمہ:۔ اور (مومنوں کو چاہیئے کہ) وہ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کو اُن سے پہلے کتاب دی گئی تھی لیکن زمانہ اُن کے لئے لمبا ہو گیا جس کے نتیجہ میں اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے اکثر فاسق (یعنی نافرمان) ہو گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے صرف اس خطرہ سے ہی انہیں آگاہ نہیں فرمایا بلکہ یہ بھی واضح فرمایا کہ ہدایت کا حامل ہونے کے باوجود نافرمانی کی طرف واپس لوٹ جانے کا خطرہ کیوں اور کس وجہ سے پیدا ہوتا ہے؟ اُس نے بتایا ایسا اِس لئے ہوتا ہے کہ امتدادِ زمانہ کی وجہ سے رفتہ رفتہ مومنوں کا میلان دنیا اور اس کے مرغوبات کی طرف ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دین اور اس کے تقاضوں سے غافل ہو کر اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی پر اُتر آتے ہیں۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات میں دنیا کی زینتوں اور اس کے عیش و آرام اور آسائشوں کی اصل حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۗ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۗ وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

(الحدید آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ اے لوگو! جان لو کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاوا ہے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اُگنا زمیندار کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے۔ مگر آخر تُو اس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے۔ پھر (اس کے بعد) وہ گلا ہُوا چُورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (ایسے دنیا داروں کے لئے) سخت عذاب مقرر ہے۔ اور بعض کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الٰہی مقرر ہے اور ورلی زندگی صرف ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو نافرمانی کی طرف واپس لوٹنے کے خطرہ سے آگاہ فرمانے کے بعد دُنیا اور اُس کی زینتوں کی چکا چوند اور اس کے عبرتناک انجام سے آگاہ کرنا صاف بتاتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کی طرف واپس لَوٹتے ہی اِس لئے ہیں کہ وہ دنیا اور اس کی زینتوں کی طرف مائل ہو کر دین سے غافل ہو جاتے ہیں۔ دراصل دنیا کی طرف میلان اور رغبت ہی فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۖ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ کا مصداق بنانے کا موجب بنتی ہے۔ اِس لئے ایمان کی حفاظت کرنے اور آسمانی ہدایت پر عمل پیرا رہنے کا طریق یہ ہے کہ مومن کسی حال میں بھی دنیا اور اُس کی زینتوں کی طرف مائل نہ ہوں۔ دنیا کی محبّت تمام خطا کاریوں کی جڑ ہے۔ اِسکی وجہ سے انسان دین سے غافل ہو کر نافرمانی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں دنیا سے دل نہ لگانے بلکہ فلاحِ اُخروی کو اپنا مطمحِ نظر بنانے کی تلقین کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۗ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الحدید آیت ۲۲)

ترجمہ:۔ (اے لوگو!) تم اپنے رب کی طرف سے آنے والی مغفرت اور ایسی جنّت کی طرف تیزی سے بڑھو جس کی قیمت تمام آسمان اور زمین کی قیمت کے برابر ہے اور جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لانے والوں کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو پسند کرتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

دنیا اور اُس کی زینتوں پر فریفتہ ہو کر نافرمانی کی طرف واپس لوٹ جانے کا علاج اِسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ انسان دنیا کمائے اور ضرور کمائے لیکن اس سے دل نہ لگائے بلکہ حاصل کئے ہوئے مال کو انشراحِ قلب کے ساتھ بے دریغ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہر دم تیار رہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۗ

(الحدید آیت ۲۰)

ترجمہ: یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے لئے اپنے مال میں سے ایک اچھا حصّہ کاٹ کر الگ کر دیا ہے اُن کے مالوں کو اُن کی خاطر بڑھایا جائے گا اور اُن کو معزّز بدلہ دیا جائے گا۔ اور جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہداء کا درجہ پانے والے ہیں۔ ان کو ان کا اجر پورا پورا ملے گا اور اسی طرح ان کا نور ان کو عطا کیا جائے گا۔

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرنا وہ ڈھال ہے جس سے ایمان کی حفاظت کرنے اور آسمانی ہدایت پر عمل پیرا رہنے میں مدد ملتی ہے اور انسان ایمان ضائع ہونے کے خطرہ سے محفوظ ہو کر روحانی ترقیات حاصل کرنے کے قابل بنتا ہے۔ اِسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انفاق فی سبیل اللہ کو انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار قرار دیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"آرہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج"

تقریر محترم بشیر احمد خالصاحب رفیق امام مسجد فضل لندن بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۷۴ء

(۲)

انگلستان کے ایک مستشرق مسٹر ولیم راتھ بون گریگ (WILLIAM ROTHBONE GRAG) اپنی کتاب THE CREED OF CHRISTENDON میں لکھتے ہیں :-

"ایک ایسی بات کے پیچھے جو سراب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی عیسائیت نے اصل حقیقت کو گم کر کے رکھ دیا اس نے عقائد کے میدان میں جو کچھ حاصل کیا عمل کے میدان میں اُس سے کہیں زیادہ نقصان اٹھایا معجزانہ طور پر اس نے خدا کا بیٹا قرار دے کر مسیح کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ انسانوں کے لئے اسوہ اور نمونہ کا کام دے سکے اگر وہ کسی مخصوص رنگ میں خدا کا اکلوتا بیٹا تھا اور اس کی خدائی میں شریک تھا تو اس کے اور ہمارے درمیان ایک بہت بڑی خلیج حائل کر دی گئی ہے ایسی صورت میں ہم تعظیم کے طور پر اس کے سامنے گردنیں جھکا سکتے ہیں لیکن اُس کی پیروی اور نقل نہیں کر سکتے۔"

احبابِ کرام! مغربی دنیا میں آج کل الوہیت مسیح سے بیزاری اس درجہ بڑھتی جا رہی ہے۔ کہ امریکہ کے SEMINARY DEW THEOLOGICAL کے پروفیسر دینیات مسٹر ایڈون لوئیس (EDWIN LOWIS) نے اپنی کتاب A ANBALDF CHRISTIAN BELIEF میں پورا ایک باب اس عنوان کا قائم کیا ہے کہ بیسویں صدی میں مسیح کی طرف منسوب ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو الوہیتِ مسیح کے عقیدہ پر دل سے ایمان نہیں رکھتی اُن کے نزدیک مسیح نہ خدا تھا نہ خدا کا بیٹا تھا بلکہ وہ محض ایک انسان تھا۔

یہ تو تھے چند اقتباسات ان مشہور پادریوں کے جنہوں نے تثلیث کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کلیسا میں صاحب اثر ہیں ان کے صاحب اثر ہونے کی ایک مثال میں عرض کئے دیتا ہوں کہ بشپ رابنسن نے جب HONEST TO GOD نامی کتاب لکھی تو انگلستان کے کلیسائی حلقوں میں بہت شور برپا ہوا۔ حتیٰ کہ آرچ بشپ آف کنٹربری کو اس کے جواب میں ریڈیو اور ٹی وی پر آنا پڑا۔ اخبارات نے بشپ رابنسن کو "THE ATHEIST BISHOP" یعنی "دہریہ بشپ" کے نام سے پکارنا شروع کیا ابھی دنوں کی بات ہے۔ کہ خاکسار کی ملاقات اپنے علاقہ کے چرچ کے ایک ڈین صاحب سے ہوئی میں نے باتوں باتوں میں اُن سے کہا کہ بشپ رابنسن نے تو مسیح کی الوہیت سے انکار کر کے عیسائیت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھ دیا ہے۔ ایسے شخص کو چرچ بشپ کے عہدۂ جلیلہ سے فارغ کیوں نہیں کر دیتا؟ کیونکہ کسی مذہب کے ایک بنیادی عقیدہ پر ایمان نہ رکھنے والا شخص اس مذہب کا پیروکار نہیں کہلا سکتا چہ جائیکہ وہ اس مذہب کا سربراہ ہو۔ ہمارے تو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ کسی مسجد کا امام ایسا ہو جو علی الاعلان یہ دعوٰی کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے۔ یا یہ کہ وہ توحید کو نہیں مانتا ایسے شخص کو تو ایک منٹ کے لئے بھی لوگ امامت کے منصب پر رکھنے کو تیار نہیں ہوں گے۔ اس پر ڈین صاحب نے جواباً کہا کہ :-

مشکل یہ ہے کہ اگر بشپ رابنسن کو اس کے ان عقائد کی بناء پر چرچ سے خارج کیا گیا تو پھر انگلستان کے ۶۵٪ پادریوں کے استعفے بھی قبول کرنے پڑیں گے کیونکہ انگلستان کے ۶۵٪ پادری اس بشپ کے خیالات سے ۱۰۰٪ متفق ہیں۔

یہ کتنا بڑا ثبوت ہے۔ دوستو! کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں اور علم کلام کے ذریعہ یورپ میں عیسائیت سے بیزاری اور وحدانیت کی طرف رغبت کی زبردست رَو چلنی شروع ہو چکی ہے بے شک ابھی اس رَو نے ہمہ گیریت اختیار نہیں کی اور ابھی اس کے آثار صرف ان لوگوں کو ہی نظر آسکتے ہیں جو یورپ کی مذہبی دنیا پر گہری نظر رکھتے ہیں لیکن اُفقِ مغرب پر وحدانیت کا سورج طلوع ہوتا صاف نظر آرہا ہے اور تثلیث کا چہرہ زرد ہوتا دکھائی دے رہا ہے اور وہاں اسلامی تعلیمات کے پھیلنے سے اب ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی طرح اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"اب عیسائیت سے دستبرداری دنیا میں شروع ہو گئی ہے۔ اور اس مذہب کو جلا دینے والی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔ آگ کا دستور ہے کہ اوّل ذرا سی شروع ہو کر پھر آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے۔ یہی حال اب عیسائیت کا ہوگا"۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۹۵)

کلیسائے یورپ کی موت

اور اب آگے چلتے ہیں یہ بھی دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مبارک پیشگوئی کے بعد "احرارِ یورپ" اب عیسائیت کو الوداع کہنے والے ہیں "یورپ میں چرچ کے خلاف کیا تغیر پیدا ہوا ہے۔

سب سے پہلا قابلِ ذکر تغیر یہ ہے کہ جہاں کلیسائے یورپ کے سرکردہ مبلغین اور پادریوں نے تثلیث۔ کفارہ اور الوہیتِ مسیح جیسے بنیادی عیسائی عقائد کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ وہاں عیسائی عوام نے چرچوں میں عبادت کے لئے جانے سے گریز اختیار کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس مذہب سے بیزار ہیں چنانچہ

- دیدۂ عبرت کے لئے یورپ میں جگہ جگہ "چرچ برائے فروخت" کے "اشتہارات" موجود ہیں۔
- پرانے چرچوں کو فروخت کر کے اصطبلوں ناچ گھروں اور قہوہ خانوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے
- چرچوں میں حاضری کی ناگفتہ بہ حالت کلیسا کے لئے ایک مستقل پریشانی کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

دوسرا قابلِ ذکر تغیر یہ ہے کہ خود عیسائی پریس نے لگی لپٹی رکھے بغیر چرچ کی اس ناگفتہ بہ حالت کا ذکر کرنا شروع کر دیا ہے۔ وقت کی رعایت سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں :-

"کیتھولک ہیرلڈ" رومن کیتھولک برطانیہ کا آفیشل اخبار ہے۔ اس اخبار نے اپنی ۲۳ جون ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں یہ رپورٹ درج کی :-

"انگلیکن ایڈوائیزری بورڈ کے شعبہ متروک گرجاگھر نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ۱۹۷۲ء میں اُن چرچوں کی تعداد جو عبادت گزاروں کے نہ آنے کی وجہ سے بے آباد ہو چکے ہیں ۹۰، سے تجاوز کر جائے گی صرف نارڈچ کے علاقہ میں ہی ۱۰۰ گرجاگھر ایسے ہیں جہاں کوئی بھی عبادت کے لئے نہیں جاتا اور جو بالکل غیر آباد ہو چکے ہیں۔"

ایک اور اخبار "سنڈے ٹیلیگراف" نے اپنی اشاعت ۱۶ جولائی ۱۹۷۲ء میں لکھا

"پچھلے سال یارک شائر کے علاقہ میں ۵۰ سے زائد گرجاگھر عبادت گزاروں کے نہ ہونے کی وجہ سے غیر آباد قرار دیئے جا چکے ہیں اور ایک محتاط اندازہ کے مطابق اگلے دس سال میں اس قسم کے متروکہ اور غیر آباد گرجاگھروں کی تعداد ۸۰۰ سے تجاوز کر جائے گی"۔

انگلستان کے مشہور اخبار "THE TIMES" نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء میں زیر عنوان "انگلستان کے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا گرجاگھر" لکھا کہ :-

"انگلستان کے طول و عرض میں خصوصاً دیہاتی علاقوں میں گرجاگھر عوام کی عدم توجہی کا شکار رہتے ہیں اور اکثر خالی رہتے ہیں" یاد رہے یہ صورتحال صرف انگلستان تک ہی محدود نہیں۔ جرمنی اور یورپ کے دوسرے ممالک کا بھی یہی حال ہے ہر ملک میں عیسائیت زوال پذیر ہے چنانچہ لندن کے رسالہ "AWAKE" نے اپنی ۲۲ مارچ ۱۹۷۱ء کے شمارہ میں "جرمنی کے کلیساؤں کی حالت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا۔ اس میں مضمون نگار لکھتا ہے :-

"جرمنی میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں عیسائی عوام رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیساؤں کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ برلن کے بشپ "کرٹ شارف" نے کہا ہے کہ ___" برلن اور جرمنی میں کلیسا کی حالت ناگفتہ بہ ہے ان لوگوں کی تعداد جو کلیسا سے ہر سال بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ ہے"۔

چنانچہ چرچ سے بیزاری کے موجودہ رجحان کے متعلق ۱۹۷۰ء میں خود پادریوں کی ایک میٹنگ نے بھی اظہارِ افسوس کیا مثلاً فرینکفورٹ کے ایک پروفیسر رڈولف برگر نے کہا ہے :-

"موجودہ زمانہ میں اس ملک میں پادریوں کے خطبات سننے کا کسی کو بھی کوئی شوق نہیں رہا یہ ایک حقیقت ہے کہ اتوار کی صبح کو کلیساؤں میں کوئی بھی عبادت کے لئے نہیں جاتا اور گرجاگھر بالکل خالی نظر آتے ہیں"

اس بات کے ثبوت میں کہ گرجے اتوار کی عبادت کے وقت خالی ہوتے ہیں جرمن رسالہ "STERN" نے فلینز برگ کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے چرچوں کی اتوار کی صبح کے عبادت کے وقت کی تصاویر شائع کیں اور ان پر یہ عنوان جمایا گیا ہے :-

"فلینز برگ شہر کے چرچوں میں پادری صاحبان خالی نشستگاہوں کو وعظ کر رہے ہیں۔"

ایک اور اخبار ڈسل ڈورف ہینڈل بلاٹ نے اپنی ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں لکھا :-

"جب سے کلیسا نے دنیوی انداز اختیار کیا ہے اس کی اخلاقی اور روحانی حیثیت ختم ہو گئی ہے۔ اسی وجہ سے اب زیادہ سے زیادہ لوگ چرچ کو خیرباد کہہ رہے ہیں"۔

برلن کے دینیات کے پروفیسر NEHER HARDER

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نہ تو چرچ کے خاتمہ کی پیشگوئی کر سکے ہیں بلکہ کوئی تذبذب محسوس نہیں کیا۔ کہتے ہیں:-

"ایک عظیم طوفان آرہا ہے جو ہم سے سب کچھ چھین کر لے جائے گا۔"

اسی طرح ایک اور اخبار FRANKFURT RUNDSCHAN نے لکھا:-

"بہت لوگ اب چرچ کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ کسی ایسے ادارے کو خراج ادا کرنے کو تیار نہیں ہیں جس سے ان کو اتفاق نہ ہو۔ لیکن چرچ کی بالا دستی سے بچنے کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ وہ باقاعدہ عدالتی کاغذات میں اپنے آپ کو عیسائی مذہب سے خارج کرائیں حقیقت یہ ہے کہ چرچ روحانیت سے خالی ہو چکے ہیں۔"

آگے چل کر یہ اخبار لکھتا ہے کہ:-

"نوجوانوں میں بالخصوص اس بات کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ چرچ کے پاس عوام کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ESSEN شہر کے ۲۵۰۰ طلباء میں سے ۹۰٪ نے کہا ان کی زندگیوں میں اتوار کی عبادت اور خطبہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ ایک ۱۷ سالہ نوجوان نے کہا۔ یوں محسوس ہوتا ہے گویا ہم اتوار کو ہم جنازہ میں شمولیت کے لئے جا رہے ہیں۔"

عیسائیت اور چرچ سے بیزاری اور لاتعلقی کی بھیانک صورت کا نقشہ ایک مضمون نگار PARADE رسالہ KUDZAI NAGARA کی اشاعت اپریل ۱۹۶۴ء میں لکھتا ہے:-

"مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے چرچ جانا ترک کر دیا ہے۔ چرچ صرف ایسی جگہ بن کر رہ گیا ہے۔ کہ جہاں جا کر میں دعا کے وقت آنکھیں کھلی رکھ کر عورتوں اور لڑکیوں کی ٹانگوں کو گھورتا ہوں۔ ایسا چرچ میری نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔ چرچ ایک کاروباری ادارہ میں تبدیل ہو چکا ہے۔ چرچ مجھے گناہوں سے پاک نہیں کر سکتا۔ میری نجات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مسیح میں ہو کر نہیں خدا میں ہو کر میں نجات یافتہ بن سکتا ہوں۔"

پھر اسی پر بس کہاں خدا کے برگزیدہ بندے مسیح محمدی علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ بھی حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں حضور نے فرمایا تھا۔

"یاد رکھو! کہ جھوٹی خدائی یسوع کی بہت جلد ختم ہونے والی ہے وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پرانے بچھڑے ہوئے وحدہ لاشریک کو روتے ہوئے آملیں گے۔"

(سراج منیر صفحہ ۶۶)

پھر فرماتے ہیں:-

"میری بڑی دعا اور آرزو یہی ہے کہ میں اس باطل کا استیصال دیکھ لوں۔ جو خدا کی مسند پہ ایک عاجز انسان کو بٹھایا جاتا ہے۔ اور حق ظاہر ہو جائے میں اس جوش اور درد کو جو مجھے اس حق کے اظہار کے لئے دیا گیا ہے۔ بیان کرنے کے واسطے الفاظ نہیں پاتا۔"

الحمد للہ کہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے بندے کی زبان سے جو کلمات کہلوائے، اپنی تائید و نصرت سے پھر انہیں عملی جامہ بھی پہنایا۔ چنانچہ آج آپ کی ان پیشگوئیوں کے عین مطابق یورپ میں نہ صرف یسوع کی جھوٹی خدائی کے ختم ہونے کا مبارک زمانہ شروع ہو چکا ہے عیسائیت کے علمبرداروں اور بڑے بڑے علماء نے برملا یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ عیسائیت ان کے دکھوں کا مداوا نہیں بن سکتی۔ اس کے پاس ان کا کوئی درماں نہیں ہے۔

چنانچہ امریکہ میں ایک مذہبی اکابر کے پروفیسر مسٹر ایڈون لوئس نے اپنی کتاب A MANUAL OF CHRISTIAN BALANCE میں لکھا ہے کہ

"بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کو تیار نہیں ہیں۔"

اسی طرح آکسفورڈ کے ایک کالج کے پروفیسر سر ساڈل نارووڈ لکھتے ہیں:-

"یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیے کہ یورپ اور امریکہ کا ایک بڑا حصہ اب عیسائی نہیں رہا ہے۔ اور شاید یہ کہنا بھی صحیح ہوگا کہ ان کی اکثریت اب ایسی ہی ہے۔"

(HAS THE CHURCH FAILED P.125)

ہالینڈ کے ایک اخبار نے لکھا:-

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہو رہا ہے۔ اور اسی کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے۔ اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو رہے ہیں اس بہاؤ کو روکنے کے لئے اور اس تبلیغ کے اثرات کو مٹانے کے لئے کسی کا مقابلہ تو ذریعہ تنظیم جماعت احمدیہ ہے۔ ہمیں اس کی راہ میں ایک مضبوط ستون گاڑنا ہوگا۔"

یورپ میں اسلام کی خوبیوں کا اعتراف

حضرات! اب اس کے بعد مجھے آپ کو یہ بتانا ہے کہ کاسر صلیب علیہ السلام کے روحانی فرزندوں نے جہاں یورپ میں جا کر آپ کے علم کلام کے ذریعہ ان تمام اعتراضات کو غلط اور نادرست ثابت کیا جو یورپین اسلام پر کرتے چلے آرہے تھے۔ اور جو سراسر ان کے دلی بغض و عناد کے آئینہ دار تھے وہاں ان کی اس سعی جمیل کا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ یورپین اہل قلم، اہل علم اور مستشرقین کے رویے میں اسلام کے حق میں ایک نمایاں تبدیلی بھی پیدا ہوئی حالانکہ ۱۸۹۰ء سے قبل آپ ان یورپی مستشرقین و اہل علم مستشرقین کی اسلام سے متعلق کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو اس میں سوائے اسلام اور بانی اسلام پر اعتراضات اور گند اچھالنے کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ بڑے بڑے مؤرخین مثلاً سر ولیم میور وغیرہ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح لکھی ہی اس غرض سے تھی کہ مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں کو آنحضرتؐ سے متنفر کر سکیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد حضورؑ کی توجہ علم کلام اور تضرعات بھری دعاؤں کے نتیجہ میں آج یورپ میں جو کتاب بھی اسلام پر شائع ہوتی ہے۔ وہ اگر اسلام کے حق میں نہیں ہوتی تو اس میں خلاف اسلام مواد بھی نہیں ہوتا۔ یہ کتنی بڑی کامیابی اور صداقت مسیح موعودؑ کا کتنا عظیم ثبوت ہے

جارج برنارڈ شا سے کون واقف نہیں۔ موجودہ صدی کے بین الاقوامی شہرت رکھنے والے ڈرامہ نویس اور ادیب وہ لکھتے ہیں:-

"مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کرے گی۔ میں نے محمدؐ کے دین کو ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک یہی مذہب بدلتے ہوئے زمانۂ حیات کے مقابل پر ایسی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے۔ دنیا کو میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیشگوئیوں کو یقیناً بڑی وقعت دینی چاہئیے۔ اور میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ محمدؐ کا دین جیسا کہ آجکل یورپ میں قبول کیا جا رہا ہے ویسا ہی کل بھی قبول کیا جائے گا۔ قرون وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر محمدؐ کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی تھی۔ دراصل انہیں تربیت ہی محمدؐ اور اس کے مذہب سے نفرت کرنے کی دی گئی تھی۔ ان کے نزدیک محمدؐ یسوع کا دشمن تھا۔ لیکن میں نے اس عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں وہ نہ صرف یہ کہ دشمن مسیح نہ تھے بلکہ وہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے میرا ایمان ہے کہ اگر موجودہ زمانہ محمدؐ جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر یا آمر بن جائے تو وہ ہمارے زمانے کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت اور امن حاصل ہو جائے۔ اب یورپ محمدؐ کے مذہب کے اصولوں کو سمجھنے لگا ہے۔ اور آئندہ صدی میں یورپ اس بات کو اور زیادہ تسلیم کرے گا۔ اسلام کے اصول اس کی الجھنوں کو حل کر سکتے ہیں میری پیشگوئی کو ان حقائق کے ماتحت سمجھنا چاہئیے۔ موجودہ وقت میں بھی میری قوم کے اور یورپ کے اسلامی بننے کا آغاز ہو چکا ہے۔"

اللہ اکبر۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ستر سال قبل فرمایا تھا۔

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

اور آج حضور کی اس پیشگوئی کا حرف حرف احرار یورپ کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔ اور وہ پکار پکار کر زبان حال سے دین توحید کی عظمتوں کا اعتراف کر رہے ہیں۔

ایک مشہور مصنف مقبوڈور موریسن کا ایک مقالہ بعنوان "انگلستان اور اسلام" NINTEENTH CENTURY AND AFTER کے جون ۱۹۱۹ء کے شمارہ میں چھپا تھا۔ اس مقالہ میں وہ لکھتے ہیں:-

"سچ تو یہ ہے۔ کہ اسلام صرف مذہب ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ یہ ایک مکمل معاشرتی نظام ہے۔ یہ ایک تہذیب ہے جس کے پاس اپنا فلسفہ ہے اپنا کلچر ہے اور اپنا آرٹ ہے۔"

اسی طرح ہنگری کے ایک ممتاز معلّم پروفیسر جبر مینیکس نے لکھا ہے:-

"اسلام کی اخلاقی تعلیمات ہی انسانیت کی فلاح کے لئے رہبری کرتی ہیں یہ تعلیمات مضبوط و مستحکم معاشرے کے ستون ہیں۔"

سر ولیم ولفرڈ اپنی کتاب "اسلام کا مستقبل" میں لکھتے ہیں:-

"اولاد آدم کو دینے کے لئے اسلام کے پاس اتنا کچھ ہے کہ یہ ان کا دل موہ لینے میں کبھی ناکام نہ رہے گا۔ ترقی یافتہ یورپ اور عیسائیت انسانیت کو کسی شکل میں آزادی نہیں دے سکتی جو اسلام دے سکتا ہے۔" (باقی)

صاحب استطاعت اخبار الفضل خود خرید کر پڑھیں اور دوسرے احباب کو بھی پڑھنے کیلئے دیں

(منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء کی مختصر رُوداد

اجلاس سوم منعقدہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۷ء

(۲)

کریبین احمدیہ کونسل کے وفد کے نمائندہ کی تقریر

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب کے بعد کریبین احمدیہ کونسل کے وفد کے نمائندہ کی حیثیت سے محترم اصفہان بوگر صاحب نے مختصر تقریر انگریزی زبان میں کی۔ سب سے پہلے آپ نے کریبین احمدیہ کونسل (مبلغین کرام، تمام احمدی مرد و زن، بوڑھوں، جوانوں اور بچوں) کی طرف سے حاضرین جلسہ سالانہ کو محبت بھرا اسلام اور کامیاب جلسہ سالانہ پر مبارکباد پیش کی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ ایک مقدس تقریب ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو جو اس جلسہ میں شامل ہوا ہے اس کی برکات سے مستفیض فرمائے اور ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم اپنی زندگیاں اس کی خاطر وقف کر دیں۔

آپ نے فرمایا۔ یہ بیان کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ میں اس سے پہلے یہاں نہیں آیا اور نہ میں نے آپ دوستوں کو دیکھا ہے میں ربوہ سے دس ہزار میل کے فاصلہ پر رہتا ہوں اور میں ایک ایسے ملک سے تعلق رکھتا ہوں جو دُنیا کے نقشہ پر محض ایک نقطہ کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو دونوں جزیروں کا رقبہ قریباً دو ہزار مربع میل ہے اور ان کی آبادی دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور یہ دونوں جزیرے جنوبی امریکہ میں کریبین سمندر میں واقع ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی شان سے پوری ہوئی ہے۔ میں آپ سے صرف خدا تعالیٰ کی خاطر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ متعلق ہوں اور میں صرف اس سال اس قابل ہوا ہوں کہ نئی دنیا سے پرانی دنیا میں آ کر رب المشرقین والمغربین کے معانی کا خود مشاہدہ کروں اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی برکت کے طفیل ہے۔

آپ نے فرمایا۔ کریبین احمدیہ کونسل اس وقت صرف سورینام، گنی، ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو پر مشتمل ہے۔ توقع ہے کہ ہمارے دو مبلغ آئندہ مارچ میں کریبین کے ممالک کا ایک تبلیغی دورہ کریں گے اور کوشش کریں گے کہ اس کونسل میں بعض اور ممالک کو بھی شامل کیا جائے۔

میں اس وقت کریبین کے احمدیوں کی طرف سے آپ کو جلسہ سالانہ کی دلی مبارکباد پیش کر کے دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔

مسلمان عورت کا مقام اور خُلقِ احسان

اس کے بعد محترم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نائب وکیل التبشیر تحریک جدید نے "مسلمان عورت کا مقام اور خلقِ احسان" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ تاریخ عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ قدیم میں یورپ اور ایشیا کے قریباً ہر حصہ میں اور ہر قوم میں عورت کو ایک کمتر درجہ کا پست وجود خیال کیا جاتا تھا۔ نہ اس کے حقوق محفوظ تھے اور نہ اس کی ذمہ داریاں متعین کی گئی تھیں۔ عرب کے بعض قبائل میں دُختر کُشی کی رسم بھی جاری تھی۔ عورت کو باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا۔

اسلام نے جو مصلحانہ کارنامہ سرانجام دیا اس کے نتیجہ میں عورتوں کو معاشرہ میں ایک معزز مقام عطا ہوا۔ قرن اوّل اور اس کے بعد کے زمانہ میں عورتیں عالمہ بھی تھیں، خطیبہ بھی تھیں اور شاعرہ بھی تھیں۔ وہ میدانِ کارزار میں بڑے عظیم کارنامے سرانجام دیتی رہیں۔ شرع اسلامی میں ایک مسلمان عورت کو اقتصادی آزادی، حق ملکیت اور ذاتی اموال میں ہر قسم کے تصرف کا حق عطا کیا گیا۔ فقہ اسلامی کی رُو سے تجارت، رہن، عطیہ، شراکت، اجارہ اور تجارتی معاہدات میں عورت کو مرد کے برابر حقوق حاصل ہیں اور یہی وہ حقوق ہیں جن سے مسلم عورت کا مقام دوسرے مذاہب کی عورتوں میں قابل رشک بن گیا ہے۔

آج جب دنیا میں حقوقِ نسواں کے نعرے بلند ہوتے ہیں تو ایک مسلمان عورت کی گردن فخر سے بلند ہو جاتی ہے اور وہ دل میں یہ کہتی ہے کہ یہ لوگ جن حقوق کا آج مطالبہ کر رہے ہیں وہ مسلمان عورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل چودہ سو سال پہلے سے حاصل ہیں۔

محترم مولوی صاحب نے فرمایا۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دوسرے مذاہب کی عورتوں نے بھی بعض قابل فخر کارنامے سرانجام دیئے ہیں تاہم ایک مسلمان عورت اور دوسرے مذاہب کی عورتوں میں جو نمایاں فرق ہے وہ عمدہ اخلاق کی بلندی اور برتری ہے۔ اسلام نے عورتوں کے اخلاق کو بلند کر کے ان کی عزت و احترام کو مردوں پر واجب کر دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ عہد لیا کرتے تھے کہ وہ اپنے دامنِ عفت پر کوئی دھبہ نہ آنے دیں گی۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلام نے ایسے کئی احکام اور ضوابط وضع کئے جن پر عمل پیرا ہو کر انسان بے حیائیوں اور بے اعتدالیوں سے بخوبی بچ سکتا ہے ان میں سے دو اہم اصول شادی اور پردہ ہیں۔ شادی کے ذریعہ انسان عفت کے قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے اور بدکاری اور بدنظری سے بچ جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے انسان شادی نہ کر سکے تو اس کے لئے بعض اور کئی طریق بتائے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان پرہیزگار بن سکتا ہے۔ عفت و پاکیزگی کے تحفظ کے لئے اسلام نے دوسرا ذریعہ پردہ قرار دیا ہے اور پردہ کے بارہ میں بعض ایسے قوانین پیش کئے ہیں جن کا لحاظ ہر محتاط انسان کے لئے ضروری ہے۔ پردہ کے ذریعہ اسلام نے عورتوں کو بدنظروں کی ایذا سے بچایا ہے۔

غرض اسلام نے ایک طرف عورت کے لئے صفت احسان کو اس کی گراں بہا متاع عزیز قرار دیا ہے تو دوسری طرف اس خُلق کے قیام و استحکام، حفاظت و دفاع اور تنفیذ و تعمیل کے لئے جملہ ذرائع بھی مہیا فرمائے ہیں۔ اس تعلیم کی روشنی میں جہاں ایک مسلم عورت کا مقام بلند سے بلند تر قائم کیا گیا ہے وہاں مسلم خواتین پر ایک اہم ذمہ داری بھی عائد کی ہے کہ وہ اسلامی معاشرہ کا ایک اعلیٰ نمونہ بنیں تا حقیقی اسلام کا ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جو دنیا بھر کی عورتوں کے لئے قابل تقلید ہو اور نہ صرف انہیں امن و محبت حاصل ہو بلکہ دنیا کے پائیدار اور ابدی امن کی بنیادیں بھی رکھ دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں اسلام کی علمبردار جماعت، جماعت احمدیہ کی خواتین کو قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دنیا میں اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ڈنمارک کے وفد کے نمائندہ کی تقریر

اجلاس کے آخر میں ڈنمارک کے وفد کے نمائندہ کی حیثیت سے محترم عبدالسلام صاحب میڈسن نے انگریزی زبان میں مختصر خطاب فرمایا آپ نے فرمایا۔ مجھ پر ڈنمارک اور سویڈن کے وفد کی نمائندگی کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ میری خواہش تھی کہ میں اس موقع پر ڈنمارک اور سویڈن میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا ایک نقشہ آپ کے سامنے پیش کروں لیکن وقت کی کمی مجھے اس کی اجازت نہیں دیتی۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں پانچویں جلسہ سالانہ میں شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سکنڈے نیوین ممالک میں احمدیت اور اسلام کی بھرپور اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ میں اپنے سکنڈے نیوین بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، عہدیداران جماعت اور تمام حاضرین جلسہ کی خدمت میں محبت بھرا اسلام پہنچا کر آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

اس کے بعد بعض ضروری اعلانات ہوئے اور پھر جلسہ کی کارروائی نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی کے لئے دو بجے بعد دوپہر تک کے لئے ملتوی کر دی گئی۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کی اہلیہ منیرہ بیگم کا فیصل شہید ہسپتال گوجرانوالہ میں اپریشن ہوا ہے احباب جماعت سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(مشتاق احمد کریانہ سٹور۔ وزیر آباد)

۲۔ میرے پھوپھا مرزا اللہ بخش صاحب گکھڑ منڈی بعارضہ قلب بیمار رہے ہیں نیز میری بچی قدسیہ ربوہ میں اسہال اور قے کی وجہ سے بیمار ہے۔ احباب ہر دو کی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔
(ذوالفقار احمد قمر دارالرحمت شرقی ربوہ)

۳۔ خاکسار کی اہلیہ ۱ ماہ سے بیمار ہے اور خاکسار بھی کافی عرصہ سے سخت پریشان ہے احباب سے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے۔
(صوفی محمد حسین منگی نصیر آباد ضلع لاڑکانہ)

۴۔ میرا لڑکا محمد اعظم کراچی میں ایک حادثہ میں زخمی ہو گیا ہے احباب صحت کاملہ کی دعا فرمائیں۔
(محمد شفیع۔ فیصل آباد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رضاکار معلمین کی چوتھی کلاس

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ فرمودہ ۲۰ جنوری ۱۹۷۶ء میں جماعت کی تربیت کے لئے تحریک فرمائی تھی کہ مختلف جماعتوں سے احباب رضاکارانہ وقف کریں تاکہ دیہاتی جماعتوں کو ایک مقامی بلامعاوضہ معلم مل جائے۔ ایسے واقفین کی ضروری دینی تربیت کی غرض سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق مرکز کی سہ ماہی کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں اب تک تین کلاسیں منعقد ہو چکی ہیں اب چوتھی سہ ماہی کلاس انشاء اللہ ۱۰ جنوری ۱۹۷۸ء سے شروع ہوگی۔ مربیانِ کرام اور امراء اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہِ مہربانی اپنے حلقہ اور جماعتوں میں خدام اور انصار کو اس کلاس میں شامل ہونے کی تحریک فرمائیں۔

اس تحریک کی اوّلین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں جو تربیت کی بہت محتاج ہیں اور معلمین کا مطالبہ کر رہی ہیں اس لئے ایسی جماعتیں جہاں معلمین کی ضرورت ہے وہ خاص طور پر [illegible] یا دو [illegible] سے ضرور اس کلاس کے لئے بھجوائیں تاکہ ان کی تربیتی ضرورت ایک حد تک پوری ہو سکے۔

اس کلاس میں شامل ہونے والے احباب آتے وقت مقامی پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق ساتھ لائیں، نیز موسم کے مطابق اپنا بستر بھی ہمراہ لائیں۔ قیام و طعام کا انتظام مرکز کے ذمہ ہوگا۔

(ناظم ارشاد وقفِ جدید)

اعلاناتِ نکاح

(۱) بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء بمقام طارق منزل محلہ دارالبرکات ربوہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل دیالگڑھی انچارج شعبہ رشتہ ناطہ نظارت اصلاح و ارشاد نے علی الترتیب عزیزم عبدالعزیز صاحب ابن مکرم صوفی عبدالمجید صاحب صدر جماعتِ احمدیہ میرپور (آزاد کشمیر) کا نکاح بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر عزیزہ قانتہ نصیرہ صاحبہ بنت مکرم میاں عبدالحکیم صاحب گنج مغلپورہ لاہور کے ہمراہ اور عزیزم عبدالرشید صاحب ابن مکرم صوفی عبدالمجید صاحب صدر جماعتِ احمدیہ میرپور (آزاد کشمیر) کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ الباسط بشریٰ صاحبہ بنت مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی بعوض مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پڑھا۔ رشتہ کے لحاظ سے دونوں بچے خاکسار کے بھانجے اور دونوں بچیاں بھانجیاں ہیں۔

جملہ بہن بھائیوں سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو دین و دنیا کے اعتبار سے بابرکت کرے۔ آمین

(خاکسار محمد صدیق امرتسری ایم۔اے سابق مبلغ مغربی افریقہ و جزائر فجی)

(۲) میرے بیٹے عزیزم سعید اللہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ سعیدہ بیگم بنت مکرم احمد علی صاحب آف ٹورنٹو (کینیڈا) بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ربوہ میں پڑھا۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

(خاکسار (چوہدری) عنایت اللہ نائب صدر رحمان پورہ و زعیم مجلس انصار اللہ اچھرہ لاہور)

درخواستِ دعا

کراچی میں ۲۷ دسمبر ۱۹۷۷ء سے بہت سے احمدی طلباء و طالبات یونیورسٹی کے سالانہ امتحانات دے رہے ہیں۔ امتحانات کی وجہ سے یہ بھائی اور بہنیں جلسہ سالانہ میں شمولیت سے بھی محروم رہے۔

بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اِن بھائیوں اور بہنوں کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

(خاکسار رشید طارق قائد خدام الاحمدیہ ضلع کراچی)

تقاریبِ شادی

(۱) ۲۹ دسمبر ۱۹۷۷ء کو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب مدیر ماہنامہ "خالد" ربوہ متعلم درجہ شاہد جامعہ احمدیہ کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ ان کا نکاح اسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ امۃ الحفیظ عابدہ زیروی صاحبہ ایم۔ایس سی لیکچرار جامعہ نصرت ربوہ بنت محترم صوفی خدا بخش صاحب عبد زیروی کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پڑھا تھا۔

تقریب رخصتانہ مکرم صوفی خدا بخش صاحب عبد زیروی کے مکان واقع دارالنصر غربی میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر تلاوتِ قرآن پاک مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر مربی سلسلہ نے کی جس کے بعد مکرم نصیر احمد صاحب قمر متعلم درجہ شاہد جامعہ احمدیہ اور مکرم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر نے نظمیں پڑھیں جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے دعا کرائی۔

اگلے روز ۳۰ دسمبر کو بعد دوپہر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے والد ماجد مکرم عبدالمنان صاحب نے اپنے مکان پر ان کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں متعدد احبابِ جماعت نے شرکت کی۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس تعلق کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین۔

(۲) عزیزم برادرم عبدالرفیق صاحب جدران جو محترم عبدالقدیر صاحب آف قاضی احمد ضلع نواب شاہ کے صاحبزادے اور حضرت مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم آف تلونڈی (قدیم صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے پوتے ہیں کا نکاح محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ بنت مکرم شیخ فیض اللہ صاحب آف حیدرآباد کے ساتھ ۱۵ اپریل ۱۹۷۷ء کو بمقام احمدیہ مسجد حیدرآباد مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ناصر نے پڑھا۔

آپ کی اہلیہ ۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو کراچی سے عکرہ (غانا) پہنچیں اور ۸ اکتوبر کو برادرم عبدالرفیق صاحب جدران واقفِ زندگی ٹیچر نصرت جہاں اکیڈیمی وا آئے احمدیہ مشن کماسی (غانا) میں دعوتِ ولیمہ دی جس میں ریجنل مشنری انچارج مکرم عبدالحفیظ صاحب کھوکھر کے علاوہ اشانٹی ریجن کے اکابرینِ جماعت اور نصرت جہاں احمدیہ ہوسپیٹلز کے ڈاکٹر صاحبان اور احمدیہ سیکنڈری سکولز کے پرنسپل اور ٹیچرز نے شرکت کی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اِس رشتہ کو ہر لحاظ سے دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

(خاکسار کمال الدین خان پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول فومینا غانا مغربی افریقہ)

مکرم ٹھیکیدار چوہدری نور الٰہی صاحب آف احمد نگر کی وفات

یکم جنوری ۱۹۷۸ء کو صبح چار بجے خاکسار کے چچا زاد بھائی مکرم ٹھیکیدار چوہدری نور الٰہی صاحب آف احمد نگر بعمر ۵۳ سال وفات پا کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ملنسار، خوش اخلاق، مخلص اور فدائی احمدی تھے مورخہ ۲ جنوری کو نماز جنازہ پہلے احمد نگر میں خاکسار نے پڑھائی پھر جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں پر محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے بعد نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ مرحوم کے موصی ہونے کی وجہ سے مقبرہ بہشتی میں تدفین ہوئی۔ مرحوم کی والدہ صاحبہ بقید حیات ہیں۔ مرحوم کی بیوہ کے علاوہ چھ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں ان میں سے صرف ایک بیٹا اور ایک بیٹی شادی شدہ ہے

احبابِ کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی طاقت بخشے اور ان کا خود حافظ و ناصر ہو۔

(خاکسار عبدالمنان شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مسجد احمدیہ ساہیوال حال ربوہ احمد نگر)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴